

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

واقعات و مشاہدات

حضرت امیر شریعتؒ سے پہلی ملاقات

خطیب العصر سالار احرار امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے چہرہ انور کے دیدار کی پہلی مرتبہ سعادت عمدۃ العارفین الحاج سید مہربان شاہ بخاریؒ کے سالانہ اجتماع میں نصیب ہوئی، جو سالانہ عرس کے نام سے خانقاہ قادریہ مہربانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد کرتے تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ نے تین گھنٹے مسلسل ختم نبوت کے موضوع پر آیات و احادیث کی روشنی میں نادرہ روزگار خطاب سے عظیم الشان اجتماع کو مسحور کر دیا تھا، جس میں صوبہ سرحد کے جید، ممتاز اکابر، مشائخ، علماء اور دانشور حضرات موجود تھے۔ میں نے اپنے استاد حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب شیخ الجامعہ سے استفسار کیا کہ آپ نے کیسے امیر شریعتؒ کو عرس کی تقریب میں شرکت خطاب کی دعوت دی ہے جبکہ وہ عرس کے شدید مخالف تھے؟ حضرت شیخ الجامعہ مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں خود تقسیم ہند سے قبل امرتسر جا کر حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو عرس میں شرکت کی دعوت پیش کی۔

حکمت و تدبیر اور وسعت ظرف

حضرت شاہ صاحبؒ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میں عرس کے موقع پر منکرات و بدعات اور خرافات کا شدید مخالف ہوں۔ میں نے عرض کیا: حضرت! میں تو آں محترم کو اس لیے دعوت دے رہا ہوں کہ آپ وہاں تشریف آوری فرما کر ختم نبوت کے مقدس اور ہم موضوع پر اہالیان سرحد کو محظوظ فرماویں اور آپ کو وہاں جو منکرات و خرافات نظر آئیں، ان کی پوری حریت اور شرح صدر کے ساتھ تردید فرما کر نبی عن المنکر کا فریضہ زندہ فرماویں۔ میں خود فاضل دیوبند ہوں اور شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ تلمیذ اور خوشہ چین ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے چہرہ انور پر بشاشت و انبساط کے آثار چمکنے لگے۔ مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت شاہ صاحبؒ اب میری دعوت کو شرف قبولیت سے نوازیں گے۔ کافی دیر تک مراقبہ کی صورت میں متفکر رہے۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمانے لگے کہ کوئی تاریخ میں یہ اجتماع منعقد ہوگا؟ میں نے تاریخیں بتادیں۔ حضرت شاہ جیؒ نے انشراح صدر کے ساتھ وعدہ فرمایا۔ مجھے اپنے اسلاف و اکابر کی وسیع الظرفی، جذبہ دعوت و تبلیغ، اصلاح امت اور رد منکرات کے پاکیزہ احساسات و جذبات کا اندازہ ہوا۔ یہ مافوق العادۃ اخلاق و شمائل سے متصف بزرگان دین، بے جالتعصب اور نامناسب شدت و تصلب سے منزہ و پاک ہوتے

ہیں۔ ان کے پیش نظر، اشاعت دین، اظہار حق، غلبہ اسلام کے اہم مقاصد و اہداف ہوتے ہیں۔

حضرت امیر شریعتؒ کا استقبال

حضرت شاہ جیؒ نے مقررہ تاریخ پر اپنے قدم مہمنت لزوم سے اہالیانِ سرحد کو نوازا۔ اشہارات اور اخبارات کے ذریعے حضرت شاہ صاحبؒ کی تشریف آوری کی خوشخبریاں پہلے سے شائع ہو گئی تھیں۔ مقررہ اجتماع میں لاکھوں فرزندانِ توحید نے شرکت فرمائی۔ بندہ بھی اکوڑہ خٹک ریلوے سٹیشن پر اپنے بڑوں کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے استقبال کے لیے حاضر ہوا تھا۔ ریلوے سٹیشن میں بے پناہ جھوم تھا۔ مجلس احرار اسلام کے کافی رضا کار اپنے مخصوص لباس میں پورے نظم و ضبط کے ساتھ محو انتظار تھے۔ میرے والد بزرگوار حضرت مولانا سید قدرت شاہ صاحبؒ بھی مجلس احرار اسلام کے سرگرم رکن تھے۔ ایک عجیب منظر تھا، دور سے ٹرین نے وسل دیا۔ کچھ علماء کرام اور معتقدین حضرت شاہ جیؒ کے استقبال کے لیے راولپنڈی چلے گئے تھے۔ وہ دور سے دروازہ میں اپنے رومال ہلا رہے تھے۔ پتہ چلا کہ شاہ صاحبؒ اسی بوگی میں ہیں۔ اکوڑہ خٹک کے ایک نوجوان عالم مولانا فضل من اللہ صاحب، جب شاہ صاحبؒ سے بغل گیر ہوئے، تو حضرت شاہ جیؒ نے فرمایا کہ ”آؤ! داڑھی تبدیل کریں، آپ کا وقار بن جائے گا، میرا رعب بڑھ جائے گا“ پھر سٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک حضرت شاہ صاحبؒ کو ایک فقید المثال جلوس میں لایا گیا۔ تمام راستے میں نعرہ بٹائیے، مجلس احرار اسلام زندہ باد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد، اور قادیانیت، مرزائیت مردہ باد کے فلک شکاف نعروں سے اکوڑہ خٹک کے راستے اور درود یوار گونج رہے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریرات ۱۲ بجے شروع ہوئی اور ٹھیک ۳ بجے بحری کے وقت پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اللہ اکبر، سامعین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

حضرت شاہ صاحبؒ جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی عرش معلیٰ سے یہ آیتیں نازل ہو رہی ہیں۔ اکوڑہ خٹک کی خواتین اپنے گھروں کی چھتوں پر بیٹھ کر حضرت شاہ جیؒ کے ایمان پر در اور روح افزا خطاب سن رہی تھیں۔

بے مثال خطاب

دوسرے سال جب دوبارہ حضرت شاہ جیؒ کی تشریف آوری کی بشارتیں نشر ہوئیں، تو سرحد کے دور دراز علاقوں سے شیدائیانِ اسلام پروانوں کی طرح اجتماع کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ جیؒ جب سٹیج پر رونق افروز ہوئے، تو اس وقت سرحد کے ایک نادرہ روزگار خطیب پروفیسر مولانا محمد ادریس صاحبؒ تصوف اور سلوک کے موضوع پر پشتو زبان میں پوری فصاحت، بلاغت اور سلاست کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے، جو اپنے دور کے عظیم محقق اور مسلم الثبوت سکالر تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان کی تقریر کو پورے غور و خوض سے سن رہے تھے، ان کی تقریر کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ حد درجہ بشاشت و انشراح کے ساتھ خطبہ شروع فرمایا۔ خطبہ میں پورے دس منٹ صرف ہوئے۔ سب لوگ رو رہے تھے۔ میرے کانوں نے آج تک کسی بڑے سے بڑے خطیب کا ایسا دلکش، جاذبِ قلب و جگر خطبہ نہیں سنا۔

جب علم غلام ہو

خطبہ کے بعد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کی تعریف فرمائی۔ فرمایا کہ مولانا ادریس صاحب کی سلاستِ زبان، فصیحانہ بلیغانہ اندازِ بیان نے مجھے پشتو زبان پر عاشق کر دیا ہے۔ تصوف کے موضوع پر ان کی محققانہ تقریر کو میں سو فی صد سمجھ چکا ہوں۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ مولانا ادریس صاحب کا مشغلہ کیا ہے، تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ایک کالج میں پروفیسر ہیں۔ مجھے حد درجہ صدمہ ہوا کہ ایسے محققِ عالمِ دین اور کالج میں ملازمت..... علم جب غلام ہو جائے تو علومِ اسلامیہ کی آزادانہ خدمت کیسے ہو سکے گی؟ مولانا ادریس صاحب! کسی دارالعلوم اور دینی مدرسہ میں اپنے محققانہ علوم و معارف سے تشنگانِ علوم کو سیراب فرمایا کریں۔ یہ تین سو روپیہ میں آپ کو کہیں سے بھی مہیا کر کے ادا کرتا رہوں گا۔ میں تو اتنا نکما نہیں ہوں، کہیں موزن بن کر یہ رقم جمع کر سکوں گا۔ موزن کے ساتھ تو روٹیوں کی کمی نہیں ہوتی۔ علماءِ دین اور خدامِ قرآن و حدیث کو اللہ تعالیٰ اتنی فراوانی کے ساتھ رزق عطا فرماتا ہے، جو کسی بڑے سے بڑے سرکاری آفیسر کو بھی مہیا نہیں، اس کے بعد پھر حضرت مولانا ادریس صاحب نے کسی جلسہ میں تقریر نہیں فرمائی، ان کی تفسیر ”کشاف القرآن“، پشتو زبان میں بہترین تفسیر ہے۔ مولانا ادریس صاحب جہاز کے حادثہ میں شہید ہو گئے تھے، جو پاکستان سے مصر جا رہا تھا۔

مجھے عطر اور آپ لوگوں کو نصیحت

پھر شاہ صاحبؒ نے اپنے مخصوص انداز میں اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ چند جملوں کے بعد فرمایا کہ یہ بد بو کہاں سے آرہی ہے؟ جلسہ گاہ کے قریب چمڑوں کے چھوٹے چھوٹے کارخانے تھے، جس سے بد بو دار جھونکے محسوس ہو رہے تھے۔ فرمایا کہ آپ لوگوں نے ایسے مقدس اجلاس کو ”عطارخانہ“ میں منعقد کیا ہے۔ کہیں کشادہ میدان میں ایسے منور اجتماع کا انتظام کرتے۔ ایک صاحب نے فوراً حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو عطر گلاب کی ایک شیشی پیش کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے عطر کو اپنی مبارک داڑھی پر لگایا، فرمانے لگے چلو، مجھے عطر کی شیشی مل گئی اور آپ لوگوں کو نصیحت..... کہ آئندہ اس عطارخانے میں ایسے مذہبی اجتماعات منعقد نہ کیا کریں۔

علماء حق کا کردار

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگانِ دین اور علمائے اسلام کی قربانیوں کے واقعات سنائے۔ اکابرینِ دیوبند کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ فرمایا کہ انہوں نے برطانوی سامراج کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اپنی جانوں اور زندگیوں کو قربان کیا۔ علماء کرام کا مقام بہت اونچا ہے۔ ان کو انبیائے کرام علیہم التسلیمات کی دعوت و ارشاد کی میراث سے نوازا گیا ہے۔ علمائے کرام کے لیے اس دار فانی میں آرام و راحت نہیں ہے۔ ان کو ہر باطل سے ٹکرانے کے لیے علومِ نبوت سے نوازا گیا۔

دشمن کے مقابلے میں تیار رہنے کا حکم

دوسرے دن عصر کی نماز کے بعد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ دریائے کابل کے کنارے تشریف لے گئے، جو اکوڑہ خٹک کے شمال میں واقع ہے۔ کافی علماء اور مجلس احرار کے رضا کار کا ہجوم تھا۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ پر پستول کی کاٹی دیکھ کر ایک عالم نے حضرت شاہ جی سے استفسار کیا کہ حضرت آپ اس دفعہ پستول لے آئے ہیں۔ فرمایا:

”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَالْآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان دشمنان اسلام کے دھمکانے اور ڈرانے کے لیے ہر قسم کا اسلحہ اور قوت مہیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے قوت کی تفسیر میں فرمایا ”الا ان القوه الرمی“ الرمی کا کلمہ اتنا جامع و مانع ہے کہ اس میں اسلحہ کی تمام اقسام داخل ہیں۔ تیر اندازی سے لے کر پستول، بندوق، ٹینک، جنگی جہازوں کی بمباری اور جدید سے جدید جنگی آلات اس میں شامل ہیں۔ ترہبون، ارہاب سے ہے۔ ارہاب کا معنی ڈرانا، پدکانا، چرکانا، ریکانا ہے پھر شاہ صاحب نے اس میں کافی تفصیل فرمائی۔ ارہاب کے معنی اردو اور پنجابی میں بیان کئے پھر ہم سے پوچھنے لگے کہ ارہاب کے معنی پشتو زبان میں کیسے کریں گے؟ شاہ صاحب کی عادت تھی کہ ایک کلمہ کی تحقیق میں مختلف زبانوں کے ترجمے فرمایا کرتے تھے۔

لَا لِنَفْسِ الْجَنَسِ كَامَسْئَلَةٍ

ایک دفعہ ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ کی تشریح میں فرمانے لگے، لَا لِنَفْسِ الْجَنَسِ ہے۔ یہ جب کسی کلمے پر داخل ہو جاتا ہے، تو اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتا ہے۔ لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ كَامَعْنَى ہے گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ کارچ کوئی جزائیزنگا، درخانہ بیچ مرد نیست، پھر پوچھا پشتو میں کیا معنی کریں گے۔ ایک عالم نے جواب دیا..... ”کو ر کبنس چوک

سرے نشہ“..... پھر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک بھکاری نے ایک گھر کے دروازے میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ اللہ تمہارا بھلا کرے، میں مسافر بھوکا ہوں، مجھے کچھ دال بھاجی دیدو، تو گھر کے اندر سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ سائیں جی، گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے، تو فقیر نے کہا کہ بھائی آپ دو منٹ کے لیے آدمی بن کر مجھے روٹی لادیں۔ کیا آپ خسرے اور بیخوڑے ہیں؟ فرمایا کہ اے علماء کرام! لَا کلامہ مجھ سے سیکھو۔ دیگر مسائل میں آپ حضرات سے سیکھوں گا، میں نے لایں تخصّص کیا ہے۔ میں نے مسئلہ ختم نبوت کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ ختم نبوت کے منکر قادیانیوں کو برٹش سامراج کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ فتنہ پوری قوت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اگر علماء و مشائخ نے ذرا بھر بھی نکاسل و تغافل سے کام لیا تو لاکھوں فرزندان توحید کو یہ قادیانی فتنہ اپنے ارتدادی سیلاب میں بہا لے جائے گا۔

امیر شریعتؒ کا عربی خطبہ تقریر

دارالعلوم حقانیہ جو پاکستان کے بڑے اہم اسلامی مراکز میں ایک امتیازی، دینی اور علمی ادارہ ہے۔ اس کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حضرت امیر شریعتؒ کئی بار دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسہ ہائے دستار بندی میں تشریف لائے تھے۔ ایک بار حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تقریر فرما رہے تھے۔ اچانک بجلی فیل ہو گئی۔ سٹیج پر بڑے بڑے علماء اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ، ضیغم اسلام، شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور دیگر بے شمار علماء موجود تھے۔ حضرت مولانا لاہوریؒ نے شاہ جی کو مخاطب کیا۔ فرمایا: ”حضرت شاہ جی! تشریف لائیں۔“ حضرت شاہ جی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مولانا لاہوریؒ کرسی سے اترے اور حضرت شاہ جی کو کرسی پر بٹھایا۔ شاہ جی نے اپنے خصوصی انداز میں خطبہ شروع کیا۔ شاہ جی کو رب العالمین جل جلالہ نے آواز دادی سے نوازا تھا۔ وہ ایک عجیب، دکش روح پرور اور نرالی انداز میں خطبہ پڑھتے تھے۔ قرآن مجید کی آیت بھی قرأت و تجوید اور خوش آوازی سے تلاوت فرمایا کرتے تھے:

الحمد لله الحمد لله الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي له و من يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ولا نظير له ولا مثل له و يشهد ان سيدنا و سندنا و شفيعنا و مولانا امام الا تقيا و سيد الانبياء امام المتقين و سيد المرسلين و خاتم النبيين باليقين محمداً امام المتقين و سيد المرسلين و خاتم النبيين باليقين محمداً عبده و رسوله و لانبى بعده و لا رسول بعده صلى الله تعالى عليه و على آله و صحبه و بارك و سلم

يا رب صل و سلم دائماً ابداً
محمد سيد الكونين و الثقليين
على حببيك خير الخلق كلهم
والفريقين من عرب و من عجم
جاءت الدعوتہ الاشجار ساجدةً
تمشي اليه على ساق بلا قدم

و قال حسان بن ثابت رضى الله عنه في مدح النبي المختار صلى الله عليه وسلم

وأحسن منك لم ترقط عيني
وأجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبراً من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

اما بعد، فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم ما كان محمداً أباً أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئ عليم، لما نزلت هذه الآية الكريمة قال النبي صلى الله عليه وسلم: أنا خاتم النبيين لا نبي بعدى، ولا رسول بعدى، ولا أمة بعدكم، صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبي الكريم ونحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين.

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہ

کہ دروے بود قیل و قالے محمد

☆☆☆

میر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے

پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

حضرت امیر شریعتؒ کا خطاب

صدر محترم، بزرگانِ ملت، بردرانِ عزیز! عام دستور کے مطابق اب جلسہ برخواست ہونے کا وقت ہے۔ پنجاب کے جلسے عموماً (رات کو) بارہ بجے ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر پٹھانوں کے جلسے نرالے ہیں اب میری تقریر کی ابتداء ہے۔

حضرت محمد ﷺ آخری نبی اور امتِ آخری امت ہے

حضرات! میں نے کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، حضرت محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے باپ، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی وابدی میں تھا کہ آئندہ زمانہ میں جھوٹے مدعیانِ نبوت آئیں گے۔ دجالین، کذابین پیدا ہوں گے۔ اللہ نے اپنی ازلی ابدی کتاب قرآن مجید میں پہلے ہی سے متنبہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے۔ اللہ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی۔

مسئلہ ختم نبوت کی ترجیح کیوں؟

حضرات! آج ہماری جماعت، مجلس احرار اسلام مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ میں لگی ہوئی ہے۔ فتنہ مرزائیت اور قادیانیت کے دجل و فریب اور دسیسہ کاریوں کی دھجیاں اڑانے کے درپے ہو گئی ہے۔ بہت دنوں سے مسئلہ ترجیح میں پھنسا ہوا ہوں۔ ترجیح کے معنی کسی ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت اور فوقیت دینے کے ہیں۔ اس پر آشوب دور میں ترجیح کے قابل وہ مسئلہ ہے جس پر ہماری جماعت احرار اسلام مصروفِ عمل ہے۔ میں دینی مدارس و معاہد دارالعلوم اور مذہبی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت کا منکر نہیں۔ مگر ان تمام شعبوں کا بنیادی مسئلہ تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ تبلیغ کا پہلا اور سب سے اہم شعبہ ہے

۔ جس کا انکار قرآن و حدیث کے انکار اور بنی کئی کے مترادف ہے۔

علماء، صوفیاء اور مشائخ کو انتباہ

ختم نبوت کے اسی اساسی عقیدہ میں اگر ذرہ بھر بھی فرق آجائے تو ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ میں دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم الشان، فقید المثال اجتماع میں علماء و مشائخ کے سامنے اپنے رنج و غم اور دکھ و درد کا بھرا ہوا پیغام سنانے آیا ہوں۔ فیضی کا شعر جو بچپن سے یاد ہے، بے دریغ زبان پر آیا:

یا با خبری از خود و از ہر دو جہان

یا بے خبری از خود و از ہر دو جہان

☆☆☆

ان کنت لا تدری فتلک مصیبة

وان کنت تدری فال مصیبة اعظم

محترم علماء کرام، معزز مشائخ عظام، گدی نشین حضرات! آپ کو کیا خبر؟ قادیانیت و مرزائیت کا خطرناک فتنہ کتنی تیزی اور قوت و اشتعال کے ساتھ ہمارے پاکستان میں پھیل رہا ہے۔ برطانیہ کے اس خود کاشتہ پودے کے سر پر اب بھی برطانیہ کا ہاتھ ہے۔ آپ اس فتنہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے درس و تدریس میں مصروف، صوفیائے کرام اور گوشہ نشین حضرات اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کرامر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دنیا سے قطع تعلق اور کنارہ کشی کو اپنا منہائے مقصود اور ذریعہ فلاح سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے! ہم نے تو تبلیغ کا ٹھیکہ نہیں لیا۔ میں اکیلا تو دعوت و ارشاد پر مامور نہیں بلکہ میں بھی رجل منکم ہوں۔

قادیانیت کے ایمان سوز جرائم

میرے محترم علماء کرام! آپ حضرات کو معلوم نہیں۔ قادیانی مبلغین پوری جسارت اور دیدہ دلیری سے سادہ لوح، ان پڑھ مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں۔ اگر بزرگانِ ملت اور علماء کرام اس فتنہ کی سرکوبی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو قادیانیت کے ایمان سوز جرائم تمام عالم اسلام کو اپنے پلیٹ میں لے لیں گے۔ (دورانِ تقریر دور سے ایک آدمی نے آواز دی۔ حضرت! آواز نہیں پہنچ رہی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا کہ میری آواز ضرور پہنچے گی۔ اس نے دوبارہ کہا کہ آواز نہیں پہنچ رہی۔ شاہ جیؒ نے فرمایا کہ آپ مجھے ٹھیک جواب دے رہے ہیں اور شکایت کر رہے ہیں کہ آواز نہیں پہنچتی۔ فرمایا کہ میں ابھی کراچی میں ایک عظیم اجلاس میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کر آیا ہوں۔ جس میں اسی ہزار کے لگ بھگ لوگ موجود تھے:

”ہمیں میداں، ہمیں چوگاں، ہمیں گو“

آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری آواز کو دور دراز تک پہنچائے، فرمانے لگے۔ یہاں خبیث ارواح موجود ہیں۔ یہاں مجھے

قادیانیت کے جراثیم محسوس ہو رہے ہیں۔ یہ ان خبیثوں کی خباثت ہے بجلی کے کنکشن کو کاٹ دیا ہے۔ (واقعی، حضرت شاہ جیؒ کی ایمانی فراست درست نکلی۔ ان دنوں اکوڑہ خٹک کے پوسٹ آفس میں جو پوسٹ ماسٹر تھا وہ قادیانی تھا) جوں جوں رات گزرتی جا رہی تھی۔ حضرت امیر شریعتؒ کی آواز میں ایک خاص قسم کا جلال اور گھن گرج بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک عجیب ایمان افزا اور وح پرور منظر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو رہی تھی)

امیر شریعتؒ..... نادرہ روزگار خطیب

حاضرین جلسہ محسوس کر رہے تھے کہ تاجدارِ مدینہ رحمت کائنات ﷺ کا یہ نواسہ، مرد قلندر مسئلہ ختم نبوت میں فنائیت کے درجہ میں پورے اخلاص و ولایت کے ساتھ، دل کی گہرائیوں سے یہ کلام نکال رہا ہے۔ اس لیے لوگوں کے قلوب میں نازل ہو رہا ہے۔ رد قادیانیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے علماء حق کا ایک جم غفیر پیدا فرما دیا تھا۔ مگر شاہ جیؒ کو رب العالمین جل جلالہ نے قادیانیت کے شجرہ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیے جس نادرہ روزگار خطابت سے نوازا تھا۔ وہ انہی کا حق اور انہی کا طرہ امتیاز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و بیانات کو جس جاذبیت اور مقناطیسی کشش و اثر سے نوازا تھا وہ کسی اور خطیب کی تقاریر میں نہیں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے لیے شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، قطب العالم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، زینت العارفین شیخ الانیسر مولانا احمد علی لاہوریؒ، یادگارِ اسلاف حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور دیگر سینکڑوں اولیاء عباد الرحمنؒ دن رات دعائیں کرتے تھے۔ وہ ہر باطل کے لیے ایک سیف مسلول تھے۔ ان کی ایک ہی تقریر دیگر علماء کرام کے کئی تقاریر پر کئی درجہ وزنی ہوتی تھی۔

سلف صالحین کا جہادِ مسلسل

اے! تصوف کس کا؟ ابوبکرؓ کون تھے؟ کیا وہ تقویٰ، زہد و قناعت، عزیمت و ایثار کے امام نہ تھے؟ عمرؓ کون؟ عثمانؓ کون؟ اور علیؓ کون؟ عباسؓ اور ابن عباسؓ کون؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ کون؟ امام مالکؒ کون؟ امام شافعیؒ کون؟ امام احمد بن حنبلؒ کون؟ کون شیخ عبدالقادر جیلانیؒ؟ کون گنج بخشؒ؟ کون محی الدین چشتیؒ اجیریؒ؟ کون منس تبریزؒ؟ کون حسنؒ، کون حسینؒ؟ کون کوئی جس پر رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے..... کیوں.....؟ یہ نفوس قدسیہ عارفین باللہ نہ تھے، رئیس الصوفیاء نہ تھے۔ یہ سلسلہ سالکین رشد و ہدایت کے سادات نہ تھے۔ کیا ان صحابہ کرامؓ اور بزرگوں نے فریضہ تبلیغ چھوڑ کر گوشہ نشینی کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔

مسئلہ کذاب نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کس نے کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کے استحصال کے لیے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھیجی۔ جنہوں نے مسئلہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر کے دنیا کو اس فتنہ سے نجات دی۔ ابوبکرؓ نے تو ان لوگوں سے بھی جہاد کرنے تہیہ کر لیا تھا۔ جو زکوٰۃ دینے پر ہچکچا رہے تھے۔ اب تو مرزائیوں نے اسلام کے بنیادی مسئلہ ختم نبوت پر حملہ کیا ہے۔